IB DIPLOMA PROGRAMME
PROGRAMME DU DIPLÔME DU BI
PROGRAMA DEL DIPLOMA DEL BI

**URDU B – HIGHER LEVEL – PAPER 1**
**OURDOU B – NIVEAU SUPÉRIEUR – ÉPREUVE 1**
**URDU B – NIVEL SUPERIOR – PRUEBA 1**

Monday 17 May 2004 (morning)
Lundi 17 mai 2004 (matin)
Lunes 17 de mayo de 2004 (mañana)

1 h 30 m

---

TEXT BOOKLET – INSTRUCTIONS TO CANDIDATES

- Do not open this booklet until instructed to do so.
- This booklet contains all of the texts required for Paper 1.
- Answer the questions in the Question and Answer Booklet provided.

LIVRET DE TEXTES – INSTRUCTIONS DESTINÉES AUX CANDIDATS

- N'ouvrez pas ce livret avant d'y être autorisé(e).
- Ce livret contient tous les textes nécessaires à l'épreuve 1.
- Répondez à toutes les questions dans le livret de questions et réponses fourni.

CUADERNO DE TEXTOS – INSTRUCCIONES PARA LOS ALUMNOS

- No abra este cuaderno hasta que se lo autoricen.
- Este cuaderno contiene todos los textos para la Prueba 1.
- Conteste todas las preguntas en el cuaderno de preguntas y respuestas.

- سیکشن اے

اقتباس (اے)

علامہ اقبال کی نظم :

وہ دیکھو اٹھی کالی کالی گھٹا ہے چاروں طرف چھانے والی گھٹا

گھٹا کے جو آنے کی آہٹ ہوئی ہوا میں بھی اک سنسناہٹ ہوئی
ہوا آن کے مینہ جو برسا گئی تو بے جان مٹی میں جان آگئی
زمین سبزے سے لہلہانے لگی کسانوں کی محنت ٹھکانے لگی
جڑی بوٹیاں، پیڑ آئے نکل عجب بیل پتے، عجب پھول پھل
ہر ایک کا اک نیا ڈھنگ ہے ہر ایک پھول کا نیا رنگ ہے
یہ دو دن میں کیا ماجرا ہو گیا کہ جنگل کا جنگل ہرا ہو گیا
جہاں کل تھا میدان چٹیل پڑا وہاں آج ہے گھاس کا بن کھڑا
ہزاروں پھدکنے لگے جانور
نکل آئے گویا کہ مٹی کے پر

اقتباس (بی)

# ترقی پزیر ممالک میں جدید ٹیکنالوجی کی اہمیت

۱۔اس حقیقت سے انکار نہیں کہ سائینس کے میدان میں جتنی ترقی اب ہوئی ہے۔اس کی مثال پہلے نہیں ملتی۔سائینس کے شعبے میں کمپیوٹر کے استعمال نے سائینسی ترقی میں شاندار اضافہ کردیا ہے۔اس سلسلے میں سافٹ ویئر. ہارڈ ویئر. مائیکرو سوفٹ وغیرہ میں کافی ترقی ہوئی ہے۔جس نے انفارمیشن کے شعبے میں سرمایہ بڑھانے میں توجہ دی۔

۲۔اب دنیا کے دیگر ممالک کی طرح پاکستان میں بھی حکومت نے سافٹ ویئر کی تیاری میں بھرپور توجہ دی اور درآمد اور برآمد پر بھی توجہ دی۔یہ حکومتی کاوشوں اور نجی کمپنیوں کی جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ آج پاکستان کئی ملین ڈالر مالیت کے سافٹ ویئر برآمد کررہا ہے۔جس سے نہ صرف سائینس اور ٹیکنالوجی کی صنعت پر مثبت اثرات ہورہے ہیں بلکہ بہتر معیار کے باعث بیرونی ممالک میں پاکستانی سافٹ ویئر کی مانگ میں اضافہ ہورہا ہے۔

۳۔پاکستان دنیا کے مختلف ممالک کو سالانہ چالیس ملین ڈالر کے سافٹ ویئر برآمد کررہا ہے۔ایک اندازے کے مطابق سافٹ ویئر کی ایک ارب ڈالر مالیت کی برآمدات کے لیئے پینتیس ہزار ماہرین کی ضرورت ہوتی ہے۔اپنی برآمدات بڑھانے کے لیئے پاکستان کو ہر سال دس ہزار ماہرین تیار کرنا ہوں گے۔

۴۔آئی ٹی تعلیم پر دی جانے والی بھرپور توجہ اور سائینس و ٹیکنالوجی کی ترقی کے پیشِ نظر صدرِ پاکستان پرویز مشرف کا خیال ہے کہ پاکستان میں آئی ٹی سیکٹر ٹیک آف کی پوزیشن میں آ گیا ہے۔کیوں کہ اب مائیکروسافٹ جیسی عالمی شہرت یافتہ کمپنیاں ملک میں سرمایہ کاری کرنے کی خواہش مند ہیں۔

۵۔۲۰۰۰ء کے دوران پاکستان میں آئی ٹی کے شعبے میں ۱۵۰ ملین ڈالر کی سرمایہ کاری ہوئی، جب کہ ۲۰۰۱ء میں یہ سرمایہ کاری چار سو ملین ڈالر کے قریب پہنچ گئی۔یہی وجہ ہے کہ ۲۰۰۵ تک ملک میں آئی ٹی سیکٹر میں چھ ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کی توقع ہے اور اس طرح ملک میں روزگار کے مواقع پیدا ہونے کی بھی اُمید ہے۔

## اقتباس ( سی )

## سابق عالمی اسکواش چیمپین ، جان شیر خان سے بات چیت

نصر اقبال

(۱) اسکواش کی دنیا میں طویل عرصے تک حکم رانی کرنے والے جان شیر خان ۱۵ / جون ۱۹۶۹ء کو پیشاور میں پیدا ہوئے، ان کے والد بہادر خان پیشے کے اعتبار سے انجینیر ہیں اور حیات ہیں ۔ جان شیر خان کی والدہ کا چار برس قبل انتقال ہوا ۔ جان شیر خان کو ان کی والدہ ڈاکٹر بنانا چاہتی تھیں ۔ مگر جان شیر کی کھیلوں سے دل چسپی کے آگے وہ بے بس ہو گئیں ۔ جان شیر اسکول سے بھاگ جاتے اور اسکواش کھیلتے تھے ۔

(۲) جان شیر کی تعلیمی قابلیت گریجویشن ہے، پیشاور سے انہوں نے بی اے کی ڈگری حاصل کی، بعد میں انگریزی زبان پر عبور کے لیئے لندن سے خصوصی لینگوئج کورس کیا ۔ جان شیر خان نے ۱۹۹۱ء میں پہلی مرتبہ برٹش اوپن کا اعزاز حاصل کیا اور مسلسل سات مرتبہ یہ ٹائٹل جیتا ۔ ۱۹۸۷ میں پہلی مرتبہ عالمی اسکواش کا ٹائٹل جیتا، آٹھ مرتبہ وہ عالمی چیمپیین رہے ۔

۱۹۹۶ ۔ ۱۹۹۳ میں جان شیر خان کو ملک کے لئے ان کی اعلیٰ خدمات پر حسن کارکردگی کا صدارتی ایوارڈ دیا گیا ۔

(۳) جان شیر خان پی آئی اے میں بطور جنرل مینیجر ۱۹۸۸ء میں وابستہ ہوئے اور ۲۰۰۰ء تک اس ادارے کی جانب سے قومی سطح کے مقابلوں میں ملک کی نمائیندگی کی اور چیمپیین ہونے اعزاز بھی حاصل کرتے رہے ۔

(۴) جنگ ۔ آپ اپنے حالاتِ زندگی اور خاندانی پس منظر کے بارے میں کچھ بتایئے ۔

جان شیر ۔ میرے والد بہادر خان پاکستان ایرفورس میں انجینیر تھے، کیوں کہ انہیں بھی اسکواش گالف اور دیگر کھیلوں سے بہت زیادہ دل چسپی تھی، اس لیئے مجھے بھی کھیلوں سے بچپن سے ہی لگاؤ پیدا ہو گیا تھا ۔ اسکواش ہمارا خاندانی کھیل ہے ۔ میرے دو بھائی محبّ اللہ خان اور اطلس خان اسکواش کے کئی بین الاقومی ٹورنامینٹس کے فاتح رہے ۔ ان دونوں کے کھیل کو دیکھ کر میں نے بھی اسکواش کے کھیل کو اپنایا ۔ میرے گھر میں مردوں کے علاوہ خواتین کو بھی اسکواش سے بہت لگاؤ ہے ۔

(۵) جنگ ۔ آپ کے اس کھیل میں کوچز کون ہیں؟

جان شیر ۔ درحقیقت میں نے اسکواش کے رموز و اسرار اپنے بھائی محبّ اللہ خان سے سیکھے ہیں ۔ وہ میرے استاد ہیں ۔ انہوں نے میری خامیاں دور کیں، جب کہ ایک اور بھائی اطلس خان نے بھی میری رہنمائی کی ۔ میں ان دونوں کو اپنا کوچ تسلیم کرتا ہوں ۔

(۶) جنگ ۔ اسکواش کی بہتری کے لئے کون سے اقدامات کیے جائیں، جس سے پاکستان جیت کی راہ پر گامزن ہو سکے؟

جان شیر ۔ سب سے پہلے کھلاڑیوں کی کوچنگ سلیکشن کے طریقہ کار میں تبدیلی لانا ہوگی ۔ سینیر ٹیم کے لئے جمشید گل کی بحیثیت کوچ تقرری اچھا فیصلہ ہے ۔

(۷) جنگ ۔ اسکواش کے کھلاڑی معاشی مسائل کا شکار ہیں ۔ اکثر اداروں کی ٹیمیں بند ہو چکی ہیں اس حوالے سے کیا اقدامات کیے جانے چاہیئے ؟

جان شیر ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کے پاکستان میں اسکواش کے کھلاڑی معاشی مسائل سے دوچار ہیں بے روزگاری اور ملازمت کے حصول کے لیئے بھی انہیں سخت محنت کرنا پڑتی ہے ۔ بہت زیادہ دوڑ دھوپ کے بعد ایک کھلاڑی کو چار، پانچ ہزار روپے کی اگر ملازمت ملتی ہے تو اس میں وہ کیسے گزر بسر کر سکتا ہے ۔ حکومتِ پاکستان اور اسکواش فیڈریشن کو کھلاڑیوں کی ملازمت کے سلسلے میں خصوصی اقدامات کرنا ہونگے، جب تک کھلاڑیوں کے مالی مسائل دور نہیں کیے جائیں گے، ان میں جیت کا جزبہ اور لگن پیدا نہیں ہو سکے گی ۔

(۸) جنگ ۔ ماضی کے مقابلے میں آج کل اسکواش سستا کھیل ہے یا مہنگا ہو گیا ہے؟

جان شیر ۔ اب اسکواش بہت مہنگا ہو گیا ہے ۔ پہلے اس کی گیند سستی تھی اب تو ریکٹ کے دام بھی آسمان سے باتیں کر رہے ہیں ۔ میرے خیال میں حکومت کو اس جانب خصوصی توجہ دینی چاہیئے، جب تک ہم کھیل کے سامان کی قیمتیں کم نہیں کریں گے، نچلی سطح سے غریب بچّے آگے نہیں آسکیں گے ۔ اس وقت اسکواش میں غریب بچّے سامنے نہیں آرہے ہیں ۔

## سیکشن۔بی
### اقتباس ( ڈ ی )

### استاد نصرت فتح علی خان (ان کی یاد میں)

--۔تاریخ پیدائش ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۸ فیصل آباد---------وفات ۱۶ اگست ۱۹۹۷ لندن

۱۔بین الاقوامی شہرت یافتہ موسیقار اور گلوکار استاد نصرت فتح علی خان سولہ اگست انیس سو ستانوے کو لندن کے کرامویل ہسپتال میں انتقال کر گئے۔اس عظیم فنکار کی اچانک موت سے موسیقی کی دنیا میں پیدا ہونے والا خلا مدتوں پورا نہیں ہو سکے گا۔ان کی برطانیہ میں پہلی پرفامنس برمنگھم میں ۱۹۸۰ میں ہوئی۔اس کے بعد وہ ہر سال یہاں آتے رہے۔ان کا خاندان چھ صدیوں سے قوالی (صوفیانہ کلام) گا تا رہا ہے۔قوال اپنے لفظوں اور موسیقی کے ذریعہ عاشق اور معشوق کی جدائی کی تڑپ کو بیان کرتا ہے۔برمنگھم سے بمبے،ٹوکیو سے ٹورینٹو تک ان کی نئی ریکارڈنگ اور محفلِ قوالی کے لیئے لوگ بے چینی سے انتظار کرتے رہے ہیں۔

۶۔چاہے وہ موسیقی کے موقع پر ہوتے یا دنیا کے بڑے لیڈرز کی محفل میں اور یا پنجاب کے کسی صوفیانہ میلے میں ہوتے،ان کے مداح دور دور سے سفر کر کے آتے۔انھوں نے قوالی کلاسیکل اور جدید موسیقی کو ہم آہنگ کر کے ایک نئے انداز کی بنیاد رکھی۔جس کے باعث ان کی شہرت کا ستارہ پاکستان کے علاوہ دنیا بھر میں چمکنے لگا۔نصرت فتح علی خان مرحوم نے مشہورِ زمانہ قوالی: دم مست قلندر مست مست: گا کر سب سے زیادہ نام پیدا کیا۔

۱۰۔جب ان سے لوگوں کی طرف سے کی گئی تنقید کے بارے میں جو وہ کرتے ہیں کہ انھوں نے پرانی رسمی قوالی کو نئی کلاسیکل موسیقی میں بدل ڈالا ہے،کے بارے میں سوال کیا گیا،تو انھوں نے جواب دیا: پرانے رواج کو کسی مُردہ چیز کی طرح نہیں لینا چاہیئے۔بلکہ یہ موسیقار کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ موسیقی وقت کے لوگوں کے لیئے بنائے۔

۱۳۔برِصغیر پاک و ہند میں ہندو اور مسلمان دونوں ان کی موسیقی پسند کرتے ہیں۔ایسی دنیا میں جہاں لوگوں کے درمیان تفرقات ایک دوسرے سے دور کرنے کے لئے پیدا کیئے جاتے ہیں انھوں نے اپنی قابلیت سے اپنی موسیقی سے لوگوں کے دلوں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی۔ڈھولک کی تال اور دل کی دھڑکن ایکساں ہو جاتی ہے۔جس سے احساس کی شدت پیدا ہوتی ہے۔جو سامعین کی انکھوں میں آنسوں لاتے ہیں۔کچھ قوالہی اسکو پیش کر سکتے ہیں۔جسمیں نصرت کبھی ناکام نہیں ہوئے۔

۱۶۔تیرھویں صدی کے صوفیانہ کلام کے موسیقار امیر خُسرو نے کہا تھا کہ موسیقی ایک آگ ہوتی ہے جو لوگوں کے دلوں اور روحوں میں آگ لگا دیتی ہے۔بیسویں صدی میں اُستاد نصرت فتح علی اس آگ کو لگانے والے تھے۔وہ لوگ جنھوں نے ان کو ہال میں گاتے دیکھا اور سُنا ہمیشہ ان کی کمی محسوس کریں گے۔اور وہ لوگ خوش قسمت ہیں جو ابھی مزید ان کے کلام کے بارے میں جاننا چاہتے تھے کہ ان کی پُرکشش آواز میں کافی ریکارڈنگ ان کے پاس ہے۔